احیاءِ دین

ماہنامہ

حیاۃً طیبۃً

راولپنڈی

جلد: 3 شمارہ: 4

ربیع الثانی 1445 ہجری / نومبر 2023 عیسوی

مدیر

امجد حسین

نائب مدیر

احمد ہارون

مجلسِ احباب

محمد صدیق، عرفان اکبر، شعیب احمد

زرِ سالانہ: 500 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

فی پرچہ: 50 روپے

برائے رابطہ: فقہ السنہ اکیڈمی، شیر زمان کالونی، گلی نمبر: 9، تلسہ روڈ، لالہ زار، راولپنڈی

0337-9828937

الخلیل پبلشنگ ہاؤس، فضل داد پلازہ، اقبال روڈ، نزد کمیٹی چوک، راولپنڈی

051-5553248_0323-8549241

akpublishing124@gmail.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ امجد حسین

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر

90ء کی دہائی کی بات ہے، جو پورا عشرہ ملک کی دو بڑی سیاسی جماعتوں کی ادل بدل کر حکومت کرنے اور سال کے 365 دن دھما چوکڑی اور سر پھٹول جاری رکھنے سے عبارت ہے، اس وقت حضرت صلاح الدین شہید کا ہفتہ وار مجلّہ ''تکبیر'' کراچی، افضل الجہاد کا فریضہ بڑے چوکھے اور تیکھے انداز میں سرانجام دیتا تھا۔ مقبول رسالہ تھا، مقتدرہ کی کارستانیاں اور بدعنوانی کی داستانیں بغیر لگی لپٹی کے پیش کرنے میں طاق اور بے باک تھا۔ عوام کے لیے یہ سب داستانیں کسی طلسم ہوش رُبا سے کم نہ تھیں، اس رسالے کے ایک شمارے کے فرنٹ ٹائٹل پر یہ معنی خیز تصویر پیش کی گئی تھی (جو پون صدی سے میرے ملک کی بھرپور عکاس ہے) پاکستان کا ایک رنگین نقشہ بنایا تھا اور اس نقشے کے سب اطراف و کنارے دیواروں کی مانند تھے، گویا نقشہ ایک عمارت کی شکل کا تھا اور سب اطراف سے پاکستان کی سب اکائیوں کے لوگوں کی وضع قطع کے لوگ تھے، جن کے ہاتھ میں پھاوڑے اور گینتیاں تھیں جو سب اطراف ان دیواروں کی بنیادیں کھود رہے تھے، نیچے شاعرِ مشرق کا یہ شعر مرقوم تھا۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

آج لگتا ہے ملک کے سپر سٹارز کی طرف سے بنیادیں پوری طرح کھوکھلی کر دی گئی ہیں۔ اللہ نہ کرے کہ کوئی حادثہ ہو جائے، لیکن حادثے سے بڑھ کر سانحہ تو یہ ہے کہ حادثہ ہونے کی فکر نہیں۔

حادثے سے بڑھ کر سانحہ یہ ہوا
لوگ ٹھہرے نہیں حادثہ دیکھ کر

آئیں اپنے حصہ کا کوئی چراغ جلاتے جائیں...!

toobaa-elibrary.blogspot.com

آسان فلکیات

ابنِ صدیق

دن رات

یہ تو آپ جانتے ہونگے کہ اپنی زمین سال میں ایک چکر سورج کے گرد لگاتی ہے تو موسم پیدا ہوتے اور بدلتے ہیں۔ زمین کی اس حرکت کو گردش یا ریوولیوشن کہتے ہیں یعنی اپنے مرکز کے گرد اک دائرہ میں گھومنا۔ یہ دائرہ ۵۸۴ ملین میل یا ۹۴۰ ملین کلومیٹر لمبا ہے اور اپنی زمین ماشاء اللہ ۶۷،۰۰۰ کلو میٹر فی گھنٹہ اڑتی اسے ۳۶۵ دنوں میں پورا کرتی ہے۔ کچھ لوگ پوچھتے ہیں کہ اتنی تیز رفتار سے سفر کرنے کا ہم کو اندازہ کیوں نہیں ہوتا؟ عرض ہے کہ رفتار کا اندازہ کسی ساکن چیز کے قریب سے گزرنے پر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہماری زمین کے رستے میں کوئی ساکن چیز رکھی نہیں۔ دوسرا اندازہ زمینی یا ہوائی سفر کے دوران ہوا کی رگڑ سے ہوتا ہے، وہ بھی خلا میں نہیں۔ تیسرا اندازہ یکدم بریک لگانے سے ہوتا ہے اور اس بات سے اللہ کریم نے ہماری حفاظت فرما رکھی ہے۔ ا یکدم بریک لگا دے تو بہت بڑے پیمانے پر ٹوٹ پھوٹ کا حقیقی خطرہ ہے۔ ہوسکتا ہے ہر چیز جرک سے اکھڑ کر تباہ ہو جائے یا خلا میں گم جائے۔

دوسری بڑی حرکت زمین کی اپنے محور کے گرد گھومنا ہے۔ زمین کا محور ایک فرضی خط تسلیم کر لیا گیا جو قطب شمالی کو قطب جنوبی سے ملاتا ہے۔ یہ گھومنا چوبیس گھنٹے میں ایک مرتبہ ہوتا ہے جس میں دن رات پیدا ہوتے ہیں۔ جو نصف حصہ زمین سورج کے سامنے آتا ہے وہاں دن ہوتا ہے خوب روشن اور جو نصف حصہ سورج کی مخالف جانب میں ہوتا ہے وہاں اندھیر گھپ رہتا ہے جسے ہم رات کہتے ہیں۔ زمین کی یہ حرکت روٹیشن یا محوری گردش کہلاتی ہے۔ اللہ ہمیشہ سچ کہتا ہے، رات کبھی بھی دن کو نہیں پکڑ سکتی نہ ہی دن رات پر غالب آسکتا ہے: **کُلٌّ فی فلکٍ یسبحون** (سورۃ الانبیاء، رقم الآیۃ: ۳۳)

اللہ تعالیٰ نے لٹو کے گھومنے کی طرح یہ گردش مغرب سے جانب مشرق رکھی ہے پس جو حصہ زمین مشرق کی طرف سفر کرتا اندھیرے سے اجالے میں آتا ہے وہاں کے لوگوں کو سورج طلوع ہوتا

toobaa-elibrary.blogspot.com

معلوم ہوتا اور دکھائی دیتا ہے۔لوگ کہنے لگے سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔ خط استوا جو کرہ ارضی کے بالکل درمیان میں مشرق سے مغرب کھینچی اک فرضی لکیر ہے اور جو اس کرہ دنیا کو دو برابر حصوں شمالی جنوبی میں تقسیم کرتی ہے پچیس ہزار میل لمبی ہے۔ چونکہ زمین اپنا گھومنا ۲۴ گھنٹوں میں پورا کر لیتی ہے اسلئے ۲۵،۰۰۰ کو ۲۴ پر تقسیم کرنے سے گردش کی رفتار نکلتی ہے ہزار میل فی گھنٹہ سے کچھ زیادہ۔ یہ رفتار خط استوا پر ہے، قطبین کی جانب کم ہوتے ہوتے قطب شمالی وجنوبی پر صفر ہو جاتی ہے۔کون اس عظیم گولے کو اس کے لاکھوں پہاڑوں، سات براعظموں، بڑے بڑے سمندروں، صحراؤں، دریاؤں، اڑھائی سو ملکوں، انگنت جزیروں، جانوروں، پرندوں، مچھلیوں اور آٹھ ارب انسانوں ان کے گھر بار کھیت کھلیانوں جنگلات دیہاتوں شہروں سمیت دھکیل رہا؟ اور دھکیلنے کی رفتار کم زیادہ نہیں کرتا اور ساری محنت کوشش میں زمینی جھکاؤ ساڑھے ۶۶ ڈگری کو پورا پورا برقرار رکھتا ہے۔

غور فرمائیں نہ کوئی زنجیریں ہیں نہ انجن نہ ڈیزل پٹرول گیس کا ایندھن نہ پائلٹ نہ بریک۔ اس وزن وجسامت کے ساتھ ان ہوش ربا رفتاروں میں اللہ تعالیٰ خالق ومالک اکیلا تھامے ہوئے ہے ہر چیز اور سب نظام۔ نہ رفتاریں کم زیادہ ہوتی ہیں نہ مدار پر رخ سوئی برابر دائیں بائیں ہوتا ہے۔ نظام کو بنانے اور چلانے والے کی قوت وقدرت دیکھو۔ اللہ تعالیٰ کی توحید وطاقت کے انکاری کافروں سے کہو ناں گدھو! کچھ تم بھی تو ایسا سسٹم بنا چلا کر دکھاؤ۔ ارشاد پاک ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ، وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ م بَعْدِہٖ ، اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا (سورۃ فاطر، رقم الآیۃ: ۴۱)

"اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے رکھتا ہے کہ ٹل نہ جائیں۔ اور اگر کہیں وہ ٹل ہی جائیں تو اللہ کے سوا کون ہے جو انہیں تھامے؟ بے شک وہ بردبار ہے بخشنے والا ہے"۔

بردبار ایسا انکاریوں کو وسیع تر روزیاں دیئے جا رہا ہے باوجود کفر، بغاوت۔ غفور ایسا کہ اب بھی جو راہِ حق کو پلٹے اس کا پہلا پچھلا سب معاف۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اب یہ بات کہ دن رات چھوٹے بڑے کیوں ہوتے ہیں سوعرض ہے: یاد رہنا چاہئے کہ کرتا تو ہر کام اکیلا اللہ ہی ہے کہ تخلیقات سب اسی کی ہیں اور اصول اسی کے باندھے ہوئے جن میں تخلف نہیں ہوتا۔مگر وہ ہر چیز پر کوئی دلیل قائم کرتا ہے۔سادہ بات یہ ہے کہ جن مہینوں میں ساڑھے چھیاسٹھ درجے والا زمین جھکاؤ سورج کی سمت میں ہوتا ہے اُن خطوں،ملکوں میں طلوع آفتاب سے غروب کا دورانیہ طویل ہوجاتا ہے اور رات کا دورانیہ مختصر۔ہمارے لیے یہ موسم گرما ہی میں ہوسکتا ہے کیونکہ گرما دوران شمالی نصف کرہ کا زیادہ حصہ دھوپ میں رہتا ہے۔اس کے برعکس سرما دوران شمالی کرہ جس میں ہم واقع ہیں،اس کا کم حصہ سورج کے سامنے آتا ہے زیادہ حصہ زمینی جھکاؤ کی وجہ سے سورج کی مخالف سمت کے اندھیرے میں ہوتا ہے۔تو سرما کے دن چھوٹے راتیں لمبی ہوجاتی ہیں۔

سیرتِ مطہرہ، کچھ خوشبو کچھ باتیں

مولف: ابنِ صدیق

عرب کی تاریخ وجغرافیہ،نبی کی سیرت قرآن کی آیات میں

عبادات،اخلاق،معاشرت وآدابِ زندگی،معاملات،مکی زندگی،ہجرت،مدنی زندگی،جہاد،جہانبانی،اسلام کا نظامِ معیشت،نظامِ ریاست وسٹیٹ،انسانِ کامل

زندگیاں صحابہ کی،خلافتِ راشدہ،مہاجرین،انصار،السابقون الاولون

امت کی تاریخ سے اہم اسباق

دوجلدیں،صفحات:1100 ہدیہ مکمل سیٹ:1000 روپے

صلائے ترکِ معاصی

مولف: ابنِ صدیق

گناہ ونافرمانیاں چھوڑنے، چھڑانے پر آؤ۔تھوڑی بندگی بھی رنگ لائے گی۔

صفحات:250 ہدیہ:250 روپے

toobaa-elibrary.blogspot.com

مکالمہ

امجد حسین

نیوٹن، آئن سٹائن اور معجزہ وکرامات (دوسری قسط)

نیوٹن (م1727ء) کے نظریہ علیت (Principle of Causation) جس کا حاصل یہ ہے کہ کائنات محض مادی ہے۔ مادہ اور توانائی سے مرکب ہے، کچھ لگے بندھے ریاضیاتی اور جیومیٹریکل اصول اس میں کارفرما ہیں۔ یہاں پر مسبب کا ایک لازمی سبب، ہر اثر کا ایک مؤثر اور کُروں سے ذروں تک ہر چھوٹے بڑے نتیجے کے پیچھے ایک مادی وجہ ہوتی ہے۔ جب وہ سبب موجود ہوگا تو لازماً نتیجہ مرتب ہوگا۔اس کے خلاف نہیں ہوسکتا۔اسی طرح بغیر علت اور سبب کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہوسکتا۔

معلوم نہیں نیوٹن کا خود بھی اس غلو والحاد کی حد تک علت ومعلول یا سبب ونتیجہ (Cause and Effect) پر اصرار تھا، جس کے تحت خالق کی ضرورت ہی ختم ہوجائے، اور کائنات خود بخود چلنے والی، خودکار یا آٹو میٹک مشین قرار پائے، جو موجود بھی از خود ہوئی اور مشینی انداز میں متعین ریاضیاتی اصولوں پر چل بھی خود رہی ہے یا مغرب کے اٹھارہویں، انیسویں صدی کے ملحد ودہری فلاسفہ نے اس کے نظریہ کو یہ رنگ دیا۔ جیسے کہ ان مادیین نے دعویٰ کیا:

”If event are due to natural causes , They are not due to supernatural cause“

کہ اگر واقعات طبعی اسباب کے تحت پیش آرہے ہیں تو وہ مافوق الطبعی اسباب کا نتیجہ نہیں ہوسکتے۔ بات یہ ہے کہ یہ دعوے ملحدین کا ایک مغالطہ ہیں، کوئی معقول وزنی بات نہیں۔اس نظریہ کی رُو سے حضرت صالح علیہ الصلاۃ والسلام کی اونٹنی کا پتھر سے برآمد ہونا، چھری کا اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کا گلا نہ کاٹنا، آگ کا حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو نہ جلانا، دریا یا سمندر کا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور اس کی جماعت کو نہ ڈبونا، جبکہ فرعون اینڈ کمپنی کو ڈبونا، حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے بن باپ پیدا ہونا، یا حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کا بن ماں باپ کے پیدا ہونا یہ سب باتیں نعوذ

toobaa-elibrary.blogspot.com

باللہ ڈھکوسلا ہیں۔ایسا کبھی نہیں ہوا، کیونکہ یہاں کبھی سبب مفقود ہے،نتیجہ موجوداور کبھی سبب موجود اور نتیجہ مفقود ہے، جواس مشینی ریاضیاتی کائنات میں ایسے ہی ناممکن ہے جیسے دواور دو کا چار کی بجائے تین ہونا۔اہلِ مذاہب وشرائع سبب ومسبب کے نظام کواس دنیا کے لیے اللہ پاک کا تجویز کردہ محض ایک طریقہ مانتے ہیں۔جبکہ اس خالق کے پاس موجودات وواقعات کورونما کرنے کے اور بھی بے شمار طریقے مادی اسباب کے علاوہ ہیں۔مثلاً خود یہ کائنات کن فیکونی شان کا مظاہرہ ہے کہ پہلے کچھ نہ تھا،اللہ نے بغیر کسی سابق مادہ ونمونہ وسبب کے مادہ بھی موجود کیا،نمونہ بھی ڈیزائن کیا اوراسباب کا سلسلہ بھی قائم کیا اور عدم سے سب موجودات کو وجود بخشا، وہ اس پر قادر ہے کہ بغیر مادی سبب کے مسببات کو وجود بخشے ۔ چنانچہ دنیا میں معجزہ وکرامت اور دجال وشیاطین کے استدراج میں یاسحر وجادو میں جو چیزیں خیر یا شر کی وجود میں آتی ہیں، وہ خوارق عادت یعنی مادی طبیعاتی قوانین کے برخلاف ہوتی ہیں،اور موت کے بعداور حشر میں اور جنت میں جو نظام اللہ نے تشکیل دیے ہیں وہ ایسے ہی غیر مادی ہیں، کن فیکونی ہیں۔

لہٰذااس دنیائے فانی کواسباب کے قانون کے تحت چلانا،اللہ کا محض ایک انداز ہے۔ ؎

امجدؔ ہر بات میں آخر کہاں تک کیوں کیوں؟ ہر کیوں کی ہے انتہاء خدا کی مرضی

ایمان کا مقابلہ نفسانی خواہش سے پڑتا ہے۔نفس سب کچھ ابھی مانگتا ہے، ایمان ہمیشہ ہمیش کی آخرت سامنے لاتا ہے۔اصل غیراللہ ہوائے نفس ہے۔اس کا مقابلہ مردانگی ہے، مسلمانی ہے۔ بچوں کی تربیت ابھی سے مطالباتِ نفس توڑنے پر کریں گے تو یہ بڑے ہوکر سفلی خواہشات سے مغلوب نہ ہوں گے۔اگر ہر مطالبہ پوراہونے سے یہ قوتِ مدافعت ہوگئ معطل تو دنیاوآخرت کا نقصان جان، سمجھ کر بھی اطاعتِ نفس ہی کریں گے۔گھر میں حلقۂ تعلیم تو جاری کر ہی لیجئے حضور!اس کے بغیر نہ اپنے ملک میں عافیت ہے نہ دیارِ غیر میں۔مسلمان کا بچی بچہ یہ چاہنے لگ جائے کہ اس کی صلاحیتوں سے دنیامیں دین چمک جائے،اسلام ومسلمان غالب آئے۔کاروبار، ملازمت اس نیت سے کرنے لگے کہ ہمیشہ ہمیش کی آخرت بن جائے۔عالمِ کفر کا شورشرابااور سازش پھرا سے متاثر نہ کر سکے گا ان شاءاللہ۔ (ابنِ صدیق)

toobaa-elibrary.blogspot.com

نظرات   ابنِ صدیق

نسلیں

نئی نسل، موجودہ نسل اور پرانی نسل تین جنریشنیں اللہ کے فضل سے کرہ ارضی پر ایک وقت میں رہتی ہیں۔ درمیانی نسل جسے عربی میں کہول کہتے ہیں ملک، قوم، قبیلے، گھربار، کاروبار کو سنبھالتی ہے۔ نئی نسل اس کی جگہ لینے کی تیاری کرتی ہے جبکہ پرانی نسل وقت کو آوازیں دیتی منظر سے ایک ایک کر کے خاموشی کے ساتھ رخصت ہوتی رہتی ہے۔ یہ اک الٰہی ترتیب ہے جس روز سے دنیا بنی آدم سے آباد ہوئی۔

شیطان مردود جس نے آدم کے بچوں کو گمراہ اور برباد کرنے کی قسم کھا رکھی ہے یہ مردود خود غرضی کی چھری سے ایک نسل کو دوسری سے کاٹنے میں لگا رہتا ہے، بلکہ فرد کو فرد سے کاٹتا ہے تاکہ ہر کسی کو نہایت آسانی سے ایک ایک کر کے اچکتا رہے۔ جبکہ خالق و مالکِ جن و بشر نے اپنی کتابوں اور انبیاء کرام کے ذریعے ہمیشہ انسانوں کو جوڑا کہ جوڑ میں رحمت ہے برکت ہے، عافیت و حفاظت۔ بکری ریوڑ سے الگ ہو کر بھیڑیا لقمہ بنتی ہے اور انسان جماعت سے الگ ہو کر مار کھاتا ہے۔

اگر بابا نسل کو وقت پر روٹی پانی چاء لسی ملتی رہے اور ان کا گرمی سردی انتظام برابر ہو باقی ان کی بلا سے تو اسے جوڑ نہیں کہہ سکتے۔ ینگ نسل اگر کھانے سونے کو گھر کا چکر دن رات میں ایک لگا لیتی ہے یا بیٹیاں ۲۴ گھنٹے میں چند منٹ کو اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر کچن گھوم لیتی ہیں باقی جو کچھ ہوتا رہے، دیگر افراد خانہ کس حال میں اپنی بلا سے، تو اسے جوڑ نہیں کہہ سکتے۔ ایسی قوم تو شیطانی اغوا کے ہتھے چڑھ چکی۔

جس نسل نے اس کرہ ارضی پر زیادہ وقت پایا، زندگی کا زیادہ تجربہ سمیٹا وہ تو بابا نسل ہے۔ کہول کا تجربہ ان سے کم ہے اور ینگ لوگ کا ان سے بھی کم۔ تحصیل علم کے علاوہ زندگی کی عملی ٹھوکریں اور تجربات ہی ہوتے ہیں وہ چیز جن سے بندہ بندی سیکھتے ہیں۔ پس کرہ ارضی پر سب سے زیادہ سیکھی سمجھی یہ دس بارہ فیصد آبادی کی بابا نسل ہے جسے مغرب نے بڈھا ہاؤس یا اولڈ ہومز میں دھکیل کر

toobaa-elibrary.blogspot.com

بیکار کردیا اور خود ان کی عقل و ہنر اور تجربات کے ذخیرے سے محروم ہو گئے۔ لہٰذا جو غلطیاں بڑوں نے اپنے وقتوں میں کیں اور شاید کہ زندگی بھر ان کی قیمت چکائی وہی غلطیاں ان کے ۹۰٪ چھوٹے بھی کرینگے اور روئیں گے ہزار بار۔ وقت تیز رفتار ہوا ہے، مسائل زیادہ درپیش ہیں۔ پہلی غلطیوں سے سیکھ کر کام نہیں چلے گا، دل دماغ کے انفرادی، خود غرض اور منافع پرست رویہ ماتحت زیادہ اور نئی سے نئی غلطیاں کرینگے۔

اپنا دین بزرگ کو احترام دیتا ہے، چھوٹے کو شفقت۔ گویا تینوں ہی نسلوں کو جوڑتا ہے اسلام، اور بڑوں کی عقل، علم، تجربے سے فائدہ اٹھانے کا موقع فراہم کرتا ہے دونوں کھول اور ینگ جنریشن کو۔ دوسری طرف ینگ انرجی کو دیکھے بھالے مفید مجرب راستے اور زاویے مہیا کرتا ہے ورنہ تو انرجی کبھی دائیں کو بہہ نکلتی ہے کبھی بائیں کو اور کبھی تو پھٹ بھی پڑتی ہے۔ اسی میں یہ حکمت بھی چھپی کہ بڑے دنیا سے خوش وخرم اٹھتے ہیں، اداس مایوس ناکام نہیں۔ وہ اپنی جائیدادیں، پونجی، تجربات سب اپنے احترام، اکرام، توجہ دیتے بچوں کو دے کر ہلکے پھلکے جاتے ہیں۔ مغربی بوڑھا بوڑھی بدنصیب ہر کسی سے خفا، ہر کسی کو محروم کر کے دنیا چھوڑتے ہیں۔ پھر ان کی پراپرٹیاں بڈھا بزنس چلانے والا مافیا کھاتا ہے، مال تر... اور کافر قومیں پہلے سے زیادہ غلطیوں بربادیوں، نقصانات میں غلطاں و پیچاں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے یورپ امریکہ ہر سال اپنی روحانی، اخلاقی، ذہنی اور سماجی بلکہ اب تو معاشی اور شاید سیاسی بربادی بھی تیز کرنے کو نئی تھیمز ایجاد کرتا ہے۔ کہتا ہے دیکھو لوگو مذہب کو لات مار کے ہم نے کتنی بڑی ترقی حاصل کر لی، نئے نئے ازم اور سوچیں نکال رہے ہیں ہم۔

اپنے ہاتھوں بناتا ہے اصول، ضابطے، قانون پھر اپنے ہاتھوں ان کو توڑتا ہے، ہر ہیرا پھیری، استثناء غداری بغاوت ناکامی گڑبڑ پر دور کی کوڑی لاتا ہے، تاویلیں گھڑتا ہے مغرب۔ اپنے دینِ کامل کی قدر کرو پیارے مسلمانو! اور اپنے بڑوں سے فائدے اٹھاؤ۔ ان کی خدمت کر کے انہیں خوش کرو اور ان سے جاتے جاتے اچھی باتیں سیکھ لو، دعائیں لے لو۔ ان کے ساتھ جڑے رہو گے شیطان مردود تمہیں اچک نہ سکے گا۔ والدین کے ساتھ جڑے رہو گے تو کام کاج کے گر، ہنر، فن، ڈھنگ سیکھ جاؤ گے۔ پنڈی میں اک لمبے چوڑے کاروبار والا سیٹھ دنیا سے اچانک چلا گیا اولاد نے کچھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

سیکھا نہیں تھا پس تھوڑے ہی عرصے میں سب ضائع ہو گیا اور اولاد محتاج۔

اک بات اور، جاتے جاتے، کہو تو!!

آج کی ینگ جنریشن کو ذرا بغور دیکھئے۔ ایسے دبلے سوکھے، ایسے نازک، نرم، پلپلے کیا کہا جائے۔ گھر کے سامنے اسکول کالج ہے، نظر آتا ہے مگر جوان بائیک مانگتا ہے۔ پیارے تیرا باپ تو پیدل شہر گھوم آتا ہے اور دادا جی دوسرے شہر گاؤں بھی پاؤں پر چلے جاتے تھے ربع الخالی اک صحرا ہے بے آب و گیاہ ریت ہی ریت سعودی عرب کا جنوب۔ انگریزی ترجمہ ہے دا ایمپٹی کوارٹر، ہزار کلومٹر لمبی پانسو چوڑی۔ نہ پانی، نہ کھانا، نہ کوئی انسان، نہ درخت، نہ عمارت۔ جنوب کو سفر کریں تو صحرا پار ملک پڑتے ہیں امارات، اومان اور یمن۔ اب آکے بصد مشکل پہلی سڑک نکالی ہے جو عرب سے اومان جاتی ہے، وہ بھی صحرا کے اندر سے نہیں، کنارے کنارے نکالی ہے، امارات سرحد کے ساتھ ساتھ۔

سن ۷ ہجری شروع ہوتے ہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ ودعوتِ اسلام کے خط لکھے دنیا کے بادشاہوں کو۔ ان میں سے ایک خط اومان کے بادشاہوں کے نام بھی تھا۔ لے کر گئے مشہور صحابی عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بادشاہ لوگ اوران کے بہت سے لوگ اس دعوت پر ایمان لے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں اپنا جواب بھیجا۔ اسے لے کر یہی صحابی واپس آئے مدینہ منورہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی صحابی کو واپس بھیجا کہ نو مسلموں کو جا کر اسلام سکھائیں اور وہیں رہیں جب تک ضرورت ہو۔ یہ پھر اومان گئے اور اک زمانہ رہ کر واپس مدینہ پاک لوٹے۔ یہ آنا جانا کئی مرتبہ ہوا۔ نہ روڈ نہ ریل نہ رستہ نہ موٹر نہ جہاز۔ دن کا درجہ حرارت ۵۰ سینٹی گریڈ ہے رات کا صفر اور کبھی تو مائینس۔ ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھر ملک فتح کئے اور جاہلی ورلڈ آرڈر قیصر و کسریٰ کی قدیم مصیبت سے دنیا کو پاک کیا۔ اپنے جوان سے پوچھو کرے گا؟

علاج تو ہے

مولف: ابنِ صدیق

مجموعۂ عملیات از کلام اللہ المجید وکلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صفحات: 200 ہدیہ: 100 روپے

toobaa-elibrary.blogspot.com

نظرات　　　　ابنِ صدیق

بڑا افسوس

بچہ زیادہ ہی غلط کام کر آئے، نقصان کر آئے تو مائیں پیار سے کہتی ہیں بڑا افسوس! لیکن پیارو! سچی بات یہ ہے کہ یہاں کے نقصان بھی چھوٹے افسوس بھی۔ دنیا تو خود چھوٹی چیز کو کہتے ہیں۔ اس میں بڑے نقصان اور بڑے افسوس کی گنجائش کہاں۔ بڑے فائدے، بڑے نقصان تو آگے ہیں جہاں گنجائشوں کو وسعت دیدی جائے گی۔

پچاس ہزار سالوں کو سوچو جبکہ سورج بھی سر پر ہوگا، باقی مسئلے ایک طرف، کیا انسانوں کو پیاس نہ لگے گی؟ ایک ہی ذریعہ سیرابی ہوگا، کوثر۔ گرچہ حوض بہت بڑا ہے بظاہر دور بھی ہے۔ جب گرتے پڑتے مسلم کافر اس تک پہنچیں گے تب بعض کو داخلہ مل جائے گا بعض کو واپسی کا حکم۔ اگر میدان ملک شام ہوا اور حوض ملک یمن میں تو سوچو یہ دو ہزار کلومیٹر کا آنا دو ہزار کا واپس جانا کیسا ہوگا؟ نہ سڑکیں ریلیں ہوائی جہاز نہ کوئی اور سواری نہ آرام کی جگہ۔ کافر مشرک کے لئے تو بظاہر انکار ہے، اہل ایمان کی ان شاء اللہ پذیرائی ہے جس کے بعد انہیں پیاس نہیں لگے گی۔ زیادہ تو آج بھی دنیا میں کافر مشرک ہی رہتے ہیں اور تاریخ بھر یہی تھا۔ جب انہیں لمبے پیدل سفر کی مصیبتیں اٹھانے کے بعد حوض پہنچ کر دھتکار دیا جائے گا تو وہ پیاس بجھانے، غم غلط کرنے، خوف پریشانی چھپانے کہاں جائیں گے؟ تھکاوٹ رنج دور کرنے کہاں جائیں گے؟ اپنا زندگی بھر کا اور حالیہ حزن وملال کہاں لے جائیں گے؟ پھر وہی مصیبتوں بھرا سفر پیدل کرتے کڑکتی دھوپ میں واپس میدان پہنچو یہ ہوگا بڑا افسوس، بولو ہوگا یا نہیں؟

اور قیامت کا میدان کونسا خالہ جان کا گھر ہے۔ ساری افریقی نسل اس میں جمع ہے۔ ایک ارب تو آج ہیں، پہلے افریقی سے لے کر کتنے آج تک آئے؟ کتنے قیامت تک اور آئینگے؟ سب جمع ہو گئے۔ چینی منگول قومیں وقت آدم علیہ السلام سے لے کر آخری بندی بندے تک اس میدان میں جمع ہیں۔ ہندو پاک برصغیر کی سب قومیں بت پرست، توحیدی سب پڑی ہیں۔ سارا یورپ، روس، پورا ایشیاء، ایرانی تورانی عرب ترک کُرد، ملائی تھائی نسلیں سب آ چکی ہیں۔ آسٹریلیا، نیوزیلینڈ کے اصلی نقلی باشندے جمع

toobaa-elibrary.blogspot.com

کر لئے گئے، امریکاز اور جزیروں والے بھی۔ کھڑے ہونے کی جگہ ملنا مشکل ہو رہا ہوگا۔ اس پر مستزاد پہرہ داروں کی سختی۔ نہ کوئی حرکت کرو نہ کوئی بات، چپ چاپ کھڑے رہو۔ سورج کی سخت تپش میں تن پہ کپڑا نہیں ...اور ہر شخص پسینہ پسینہ۔ قیامت، قیام، کھڑے رہو بس۔ رات کوئی ہے نہیں تھوڑا آرام مل جائے۔ جب تک تمہارا نام نہ پکارا جائے کھڑے رہو۔ ایک ایک کی الگ الگ پیشی رب العالمین کے حضور۔ ہائے افسوس، ہائے افسوس یہ ہے آخری فیصلے کا وقت، پاس یا فیل ہمیشہ کو۔

اول تو پیارو! یہی افسوس کافر کے لئے بڑا ہو جائے گا جب وہ قبروں سے اٹھتے ہی دیکھیں گے کہ جس بات کا وہ انکار کرتے رہے وہ بوسیدہ ہڈیاں زندہ ہو گئیں اور جسے وہ زندگی بھر جھٹلاتے رہے وہی قیامت کا دن آموجود ہوا ہے۔ بڑا افسوس ہوگا یا نہیں، بولو!!! سمجھ جائیں گے کہ یہ کچھ ہو گیا تو آگے حساب بھی دینا پڑے گا اس کی کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ اس سے بڑا دھڑکا، خوف، غم، بڑا افسوس: اب میرا بنے گا کیا، ہائے بنے گا کیا؟؟؟ موت کو بہت بہت آوازیں پڑینگی اُس روز۔ بڑا نقصان، بڑا افسوس وہ جس کا مداوا نہ ہو، دوا، علاج، درماں، تدبیر، چارہ نہ ہو۔

کافر کے لئے پچاس تو مسلمان کے لئے ہزار سال کا تو ہے ناں۔ وہ سخت ترین ماحول کا ہزار سال کیسے گزرے گا سوچو جس کی سختیاں لڑکوں بالوں کو بوڑھا کر دیں گی (سورۃ مزمل:۱۸)۔ جہاں ہر سو خوف و دھشت کا عالم ہوگا۔ اپنا گھر بار تو چھوڑو کوئی بستی شہر آبادی ہی نظر آنے کی نہیں، کوئی پہاڑ، درخت، جنگل، سبزہ، نہر، چشمہ کچھ نہیں۔ کوئی غم گسار، دوست، یار، ساتھی، شناسا، واقف کوئی نہیں۔ بس اک وحشی قسم بدبودار مد ہوش بھیڑ زبردست جو ہانکنے والوں کی سخت ڈانٹ اور پٹائی کے خوف سے ایک دوسرے پر گرتی پڑتی میدان محشر کو بھاگی چلی جارہی ہوگی سرپٹ، آنکھیں آسمان کو ٹکٹکی باندھے۔ انسان اپنوں سے اور زیادہ خائف ہوگا۔ بھائی، ماں باپ، بیگم، اولاد دیکھ کر بھاگ جائے گا کمبخت یہی نہ آج مجھ کو پھنسوا دیں۔

کچھ کر لو پیارو! کچھ کر لو پیارو! کچھ کر لو! آج ہی موقع ہے، کل نہیں۔ اپنی زندگی سیدنا ومولنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پٹڑی پر لے آؤ۔ اللہ کا دین تو اسی لئے اترا ہے کہ جن اور انسان بڑے افسوس بڑے نقصان سے بچ جائیں۔ اپنی پیاری دلہن، لاڈلے بچے، دوست یار سب کو، سارے جن وانس کو یہی اک چیز پیش کرو، پیارو! کوشش کرو شاید کہ بڑے افسوس سے بچ جاؤ، والسلام۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

نظرات ابنِ صدیق

برائے ثواب، بس برکت کے لئے؟

تعلیم کا مقصد علم پانا اور اس علم سے اپنی زندگی آخرت سنوارنا۔ دیکھا یہ جا رہا کہ بندہ تیس برس یا بیس برس سے حلقہ تعلیم میں بیٹھتا ہے۔ حاصل کیا کر رہا ہے، معلوم نہیں۔ پوچھو کہ جناب نے یہ فضائل سنے اتنے سال، آپ ایک سال کی ایک، تیس سال کی تیس باتیں وہ بتا دیجئے جنہیں آپ نے حلقہ تعلیم دوران سنا اور زندگی میں لائے۔ یوں تو ایک نشست میں سات کتابیں باری باری پڑھی جاتی ہیں۔ ہر کتاب سے ایک دو باتیں پڑھی سنی جاتی ہیں۔ دس روزانہ کی ہوں تو سال میں ساڑھے تین ہزار ہو گئیں۔ تکرار نکال دیں تو بھی ہزار کے لگ بھگ تو ہونگی۔ تیس سال کی تیس ہزار نہیں مانتے تو بیس سہی، دس ہزار سہی۔ اللہ کے ولی کو مگر دس باتیں بھی نہیں یاد۔ ''ہم تو ثواب کے لئے بیٹھ جاتے تھے یا بس برکت حاصل کرنے''۔

اگر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی صفہ پر یا مسجد نبوی شریف کے حلقات میں برائے برکت ہی بیٹھتے تو بدر واحد میں گردنیں کٹانے تو نہ جاتے۔ پھر قیصر وکسریٰ کے صدیوں سے پنجے گاڑے استحصالی خودغرض جاہلی نظام کو دنیا سے کون اڑاتا اور مظلوم پسی مری مخلوقِ خدا کو سکھ کا سانس کون دلاتا؟ وہاں تو دین کی ایک ایک بات کو جوان کی سماعت و بصارت تک پہنچ جاتی جزو زندگی بنا کر اٹھتے تھے۔

ہمارے حلقاتِ تعلیم و درس بحمد اللہ اُسی نہج پر ہیں۔ مگر آج یہ نتائج پیدا کیوں نہیں کرتے؟ کیا سوچنا نہیں چاہئے؟ دروس کی شکلیں تو کم ہوتے قریب ختم ہی ہو کے رہ گئیں، انا للہ۔ امت کا بہت ہی بڑا حصہ قرآن مجید اور حدیث پاک کے انمول خزانوں، برکات وانوارات سے محروم ہو چکا۔ عالم غفلت یہ کہ اگلی نسل کو اس عظیم ترین محرومی کی شاید خبر تک نہ ہو۔ اپنے طور پر ہمت کر کے معانی و معارف کی گہرائیوں تک پہنچنے والے کتنے ہونگے؟ شکر، صد شکر تعلیم کے حلقات لگ رہے ہیں۔ پس فی الحال انہی سے خیر و بھلائی کی امیدیں ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اگر تو سروں کے اوپر سے گزارنا نہیں، مطلوب ہے یقینوں کی تبدیلی، اذہان کی تبدیلی، زندگیوں کی تبدیلی تو بصد ادب، بصد ادب طریقِ کار تھوڑا اور موثر ہو جائے، شاید کہ فائدہ ہو۔ محلے کی تعلیم دوران سات آٹھ یا دس موضوع پڑھنا، سننا ہر روز عام انسانی دن بھر کی تھکی یادداشت پر قدرے بھاری پڑ سکتا ہے۔ طبائع پہلے ہی مائل بنفس، کسی دن بھر کے بھوکے نے جا کر کھانا بھی ہے، کسی کے ذہن میں کل کا پروگرام، کسی کے جی میں کیا کسی کے کیا۔ چند منٹ بعد لوگ گھڑی کو توجہ دینے لگتے ہیں۔ اگر زیادہ عنوانات کی جگہ صرف ایک بات سامنے آئے کھل کر، حد دو باتیں، ہوسکتا ہے دل دماغ قبول کر لیں۔ بات کی اہمیت مسلم ہو جائے اور فائدہ واضح تو بندے کا ارادہ عمل کا بن جائے اٹھتے اٹھتے۔

رہا معاملہ دروس کا تو علماء، خطباء، آئمہ کو عوامی عدم توجہ سے بددل ہونا ٹھیک نہیں لگتا۔ عوام کی دلچسپی کی راہیں ڈھونڈنا بری بات نہیں۔ بات کو مختصر کر سکتے ہیں، جدید مفسرین وشراحِ کرام کو زیادہ جگہ دے سکتے ہیں، وقت کی زبان بھی استعمال کر سکتے ہیں، فکرِ آخرت کے ساتھ ساتھ حالیہ مسائل کا بھی تذکرہ لا سکتے ہیں... اور ان کے حل اللہ کے دین میں دکھا سکتے ہیں۔ اہل علم وفضل کے لئے تو ہر طرح گنجائش ہے۔ اہل محلّہ، حاضرینِ صلاۃ ان شاء اللہ ضرور بیٹھنے لگیں گے۔ ہوسکتا ہے بزرگانِ دین میں سے بعض ہستیوں کی طرح آپ کے درس کی شہرت کو چار چاند لگ جائیں اور دور دور سے لوگ کھنچ کر آپ کے دلپذیر درس میں آنے لگیں۔ کوئی بھی نہ سنے تو اپنی ذاتِ گرامی کو سنایئے پلیز۔ ہم خود بھی تو علوم سماوی سے راہنمائی کے شدت سے محتاج ہیں۔ کچھ ہمت والوں نے دیواروں کو سنائی دین کی بات اک زمانہ، پھر ایک دو ایک دو کر کے نمازی بیٹھنے لگے۔

اس علم وفضل سے دست بستہ استدعا: مسجد مسجد درس جاری کر دیجئے میرے حضور! کریم اللہ تعالیٰ آپ سے خوش ہو۔ چاہے تفسیر پر درس دیجئے، چاہے حدیث پاک سے، گاہے فقہی سلسلہ۔ ابتدائی حاضری کی کمی کو نہ دیکھئے میرے حضور! انار کے ننھے درخت نیچے بھی تو ایک استاد ایک شاگرد کو لے کر بیٹھ گیا تھا اور بسم اللہ کر دی تھی۔ اللہ قدردان، الشکور جل جلالہٗ نے پورے عالم پر باغ وبہار کر دیا۔ علوم سماوی کا عظیم خزانہ لئے بیٹھے ہیں آپ، للہ الٰہی سلسبیل بند نہ کیجئے، پلیز!

toobaa-elibrary.blogspot.com

نظرات ابنِ صدیق

کونسا منافع؟

ایک صاحب سے کہا میاں! اتنی بڑی رقم اس موٹر میں جھونک دی۔ کہیں سرمایہ کاری، انویسٹمنٹ کرلی ہوتی، کسی کاروبار میں رقم ڈال دیتے کچھ نہ کچھ آتا رہتا، کھڑی موٹر سے کیا نکلتا ہے؟ بولے میاں صاحب اس کی قیمت بڑھ چکی ہے ہم نے تو سستی خرید لی۔

یہ سستا مہنگا اک چکر عجب ہے کہ ہر بندی بندہ گھاٹے نقصان میں ڈوبا جارہا ہے پر نہیں سمجھتا۔ بندہ اک روز سوچتا تھا کہ اسکول کالج دنوں میں دودھ لینے جاتا تو ایک روپے کا دو لیٹر ملتا تھا اب دوسو روپے کا ایک لیٹر، چارسو گنا مہنگائی۔ سن ۱۹۴۵ سے یہود نے براستہ مغربی ملک دنیا کو جو برٹنؤ ڈ سودی یہودی نظامِ اقتصادیات میں کسا ہے اس میں ایسا ہونا، کرنسی قدر گرنا اور قیمتیں چڑھنا ضروری ہے ۔سن ۱۹۶۰ میں اکنامکس پڑھاتے پروفیسر نے کلاس کو بتایا تھا کہ جس پہلے قرضہ پر آج دستخط کرکے ہم ڈالر لینے جارہے ہیں اس کے نتیجے میں چیزوں کی قیمتیں ڈبل ہوجائینگی۔ طلباء کے سادہ اذھان نے یہ بات قبول نہیں کی تھی۔ قیمتوں کا ڈبل یا دگنا ہونا اک پہاڑ اور ناممکن بات لگتا تھا۔ لیکن جب سودی چکر جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا تھا اور قرضہ لڑکھن میں وطن عزیز پڑ گیا مستقل تو بدنتائج قوم کے سامنے ہیں: دوگنا نہیں چارسو گنا مہنگائی مل چکی، روپئے کی قدر گر چکی۔

اس چکر میں سودخور، پیسہ بنانے والا بے وقوف انویسٹر سمجھتا ہے بڑی شرح سود مل رہی ہے، کچھ عرصے میں رقمیں ڈبل ٹرپل ہورہی ہیں۔ گدھے کو نظر نہیں آتا کہ سرمایہ داری نظام کے اندر سودی ریٹ سے انفلیشن کا زیادہ ریٹ پر بڑھنا ضروری ہے۔ اگر تمہاری رقم تین گنا ہوگئی تو رقم انویسٹ کرنے کے وقت چیزوں کی جو قیمتیں تھیں وہ پانچ چھ گنا بڑھ چکی ہیں۔ پس تم اپنا سرمایہ سودی کاروبار میں ڈال کر گھاٹا کھا رہے ہو۔ چندروز میں تم اپنی بڑھی ہوئی رقم سے آدھی چیزیں بھی نہیں خرید سکو گے۔ تم فائدے میں رہے یا نقصان میں؟ ہندسے بڑھنے کو دولت بڑھنا سمجھنے والا شدت کا بے وقوف ہے، مارا جائیگا ضرور۔ یہاں بھی گھاٹا کھایا، آگے اپنے مہربان اللہ کو ناراض کرکے، اُس کا حکم توڑ کر آخرت پکی خراب کرلی، منافع کونسا؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

نظرات ابنِ صدیق

علماء، طلباء اور اہل دعوت

ملک میں کتنے طبقے رہتے ہیں؟ اہل سیاست، اہل میڈیا، سیکولر لبرل پروفیسر، ٹیکسی ڈرائیور، ٹرک ڈرائیور، بس ڈرائیور، منی بس ڈرائیور، رکشا ڈرائیور، اسکول ٹیچر، کالج لیکچرار، یونیورسٹی پروفیسر، اکڈیمک سٹاف، ڈاکٹر، حکیم، پیرامیڈکس، عدلیہ والے نیچے سے اوپر تک، پولیس، رینجرز، فوج، نیوی، ایئرفورس افیسران، ایئرمینز، سی مینز، عمارتی مزدور، ریڑھی ٹھیلے والے، خوانچے والے، کیبنوں والے، پھیری لگانے والے، صنعتی مزدور، بحری شپ بریکنگ مزدور، انجینئر، سب انجینئرز، مستری، کاروباری سیٹھ، عام دوکاندار، انویسٹر سیٹھ، امپورٹر ایکسپورٹر، ہاری کسان دہقان، زمیندار، صنعتکار، دفتری بابو، سرکاری افسر، بھکاری، ماہی گیر، شکاری...پھر ان کی آگے شاخیں، کیا گنتی کر سکتے ہیں؟ مشکل کام۔ کتنا ہی سوچ سوچ بڑھو کچھ نہ کچھ طبقات رہ جائینگے ضرور۔ اصل تعداد حکومتوں کو بھی نہیں معلوم، اکیلے اللہ ہی کو پتہ۔

ڈاکٹر محمد سلیم صاحب ماشاءاللہ جب پڑھائی سلسلے میں سٹیمفورڈ ہل پہ رہتے تھے تو ہر ہفتے دو ہفتے میں کسی نہ کسی طبقے کا جوڑ رکھتے اور کئی دن تک خوب گشتیں ملاقاتیں کرکے ایک روز مسجد میں جمع کرتے۔ اپن کو یاد ہے بڑی دیگچی پلاؤ کی گھر سے بھر کے لایا کرتے، دیگر احباب بھی۔ پھر بیان تشکیل بعد مجمع کو کھلاتے۔ بعض لوگ مثلاً ٹیکسی ڈرائیور پہلی دفعہ مسجد میں آتے۔ یوں لندن کے اک یہودی غلبہ کے علاقہ میں تبلیغ کا کام اٹھایا، اللہ کریم جزائے خیر دے۔

لیکن اک بات ہے، کہو تو۔ یوں ایمان، دین کی محنت کتنے طبقات اور کتنے بندوں تک پہنچ سکتی ہے ہماری زندگیوں میں؟ اور امتی اڑھائی سو کروڑ۔ امت کے طبقے اور شاخیں تو شاید ہزار سے بھی زیادہ اور ان کے اراکین پھیلے کرہ ارضی کے کناروں تک۔ پس کیوں نہ دردِ دل والا ہر کلمہ گو جہاں بیٹھے جسے ملے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کے گن گائے، ایمانیات کی دعوت دے، ایمان تازہ کرے۔ جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم کہا کرتے آؤ گھڑی پل بیٹھو اللہ پر ایمان

toobaa-elibrary.blogspot.com

لائیں نؤمن باللہ ساعۃ ۔ پھر کسی کے اعتراض پر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا جس کا مفہوم کہ یہ ایسی مجلسیں ہیں فرشتے بھی ان پر فخر کرتے ہیں (اصابہ ص:۲۶۶/۴ تذکرہ عبداللہ بن رواحہؓ)۔

کیا ایسا نہیں ہوسکتا علماء کرام، طلباءِ کرام، اہل تبلیغ ودعوت اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محنتوں میں لگے احباب جن کی تعداد بس ایک اللہ ہی جانتا ہے، سب اسے اپنا وطیرہ بنالیں جہاں بیٹھیں جسے ملیں اول اللہ کریم کی شان بیان کریں، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام بیان کریں...اہل مجلس کی ایمانی سطح بلند کریں پھر کوئی اور بات کریں۔ کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ کون کون کرے گا؟

محبت کے عنوان سے اولاد کے ساتھ بدترین دشمنی...!

"سردیوں کی راتیں، گرم بستر....ہم صبح دم اٹھتے ہیں، نماز واسطے ٹھنڈے پانی سے وضو کرتے ہیں لیکن پاس سوئے بیٹے یا بیٹی کو اٹھانے کو جی نہیں چاہتا کہ نیند نہ خراب ہو۔ صبح کی ٹھنڈک میں دل میں بھی محبت کی برکھا برس رہی ہوتی ہے، بہت شفقت سے دل بھرا ہوتا ہے۔ لیکن یہ اپنے بچوں سے بدترین دشمنی ہے، اور دشمنی بھی ایسی کہ روز قیامت جب حساب کا ترازو لگایا جائے گا تو وہی اولاد آنکھوں میں شدید نفرت لیے ہمیں دیکھے گی کہ ہمارا باپ، ہماری ماں نے اپنی دانست میں محبت کی برکھا برسائی اور ہماری نیند کو عزیز تر رکھا۔ کاش! ایسا نہ کیا ہوتا۔ پھر وہ اولاد ہمیں شدید ترین نفرت سے دیکھے گی۔ آج کی محبتیں کل کی عداوتیں، آج کی رفاقتیں کل کی جدائیاں ہوجائیں گی۔ سوان رفاقتوں کو جنت کی رفاقتیں بنانے کے لیے اپنی اولاد سے حقیقی محبت کیجیے، جی ہاں! سچی محبت، خالص......!

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ" (سورة التحريم، رقم الآية : ٦)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں، اس پر سخت دل، بہت مضبوط فرشتے مقرر ہیں"

(ابوبکر قدوسی)

toobaa-elibrary.blogspot.com

نظرات احمد ہارون

تحریکِ آزادی میں علمائے کرام کا کردار (پہلا حصہ)

(1)......1600ء کے بعد انگریز برصغیر میں داخل ہوا اور یہاں کی آزادی پر ڈاکہ ڈالا۔

(2)......1803ء میں شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر فرمایا۔

(3)......تحریک کی کمان سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل رحمہما اللہ نے کی اور بے شمار علاقوں میں انگریز کو شکست دی۔

(4)......1831ء میں سید احمد اور شاہ اسماعیل رحمہما اللہ بالاکوٹ کے مقام پر بے شمار رفقاء کے ہمراہ شہید ہوگئے۔

(5)......1857ء کی جنگِ آزادی کا اہم ترین معرکہ ''شاملی'' کے میدان میں لگا۔ جہاں انگریز کو سخت جانی و مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ اس معرکے کے سپہ سالار حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تھے اور ان کے خاص کمانڈروں میں حافظ محمد ضامن، مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی جیسے جلیل القدر علماء تھے۔ اس معرکے میں بے شمار علماء وطلبہ شہید ہوئے اور مسلمانوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔

(6)......مولانا فضل حق خیر آبادی اور دیگر علماء کو فتویٰ جہاد کے جرم میں کالے پانی (جزائر انڈومان) کی سزا دی گئی۔

(7)......مفتی کفایت علی کافی بدایونی کو جنگِ آزادی کی پاداش میں تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا۔

(8)......1857ء کی شکست کے بعد مولانا محمد قاسم نانوتوی اور دیگر اکابرین نے اسلامی روایات کے تحفظ اور ملک کی آزادی کی خاطر 1866ء میں قصبہ دیوبند میں ''دارالعلوم'' نامی علمی درس گاہ کی بنیاد ڈالی، جو آگے چل کر آزادی کی تحریکوں کا مرکز و سرچشمہ ثابت ہوئی۔

(9)......دارالعلوم دیوبند کے پہلے طالبعلم محمود حسن (شیخُ الہند) نے آزادی کے لیے تحریکِ ریشمی رومال شروع کی۔

(باقی آئندہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

سیر الصحابہ ابوبکر قدوسی

حضرت کعبؓ کے ابتلاء کا قصہ

گرمی کی شدت روح اور بدن سب کو جھلسائے دے رہی تھی۔ کھجوریں پک کر تیار ہونے کو تھیں۔ کسانوں کی محنت جب رنگ لا رہی ہوتی ہے تو دل خوشی سے اچھلتے تو ہیں ہی، لیکن اسی بیچ اندیشہ ہائے دراز بھی دل میں جنم لے رہے ہوتے ہیں، ہر دم یہ دھڑکا کہ کہیں یہ نہ ہو جائے، کہیں یوں نہ ہو جائے۔ ایسے میں طبل جنگ بجا اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھیوں کو تیاری کے لیے کہا۔ قصہ اس روز شروع ہوا جب ساتھی سفر کو جا چکے۔ ''ہاں مجھے کھجوروں کے ٹھنڈے سائے اور پھلوں سے رغبت سی ہو رہی تھی'' سیدنا کعب نے ان دنوں کو یاد کرتے ہوئے آہ بھری۔ ساتھی تیار ہو رہے تھے، اور کعب سوچ رہے تھے کہ کل تیاری کر لوں گا اور پھر مزید کل، کل اور کل کرتے گئے۔ لشکر نکل گیا، ساتھی بچھڑ گئے اور کونج ڈار سے بچھڑ گئی۔ جب اونٹوں کے سائے بھی دور نکل گئے تو پھر احساس زیاں نے آن گھیرا۔ تب کعب نے جانا چاہا، لیکن وقت گزر چکا تھا۔ اب لشکر سے ملنا ممکن نہ تھا ''**یلیتنی فعلت**'' کاش میں چلا ہی جاتا۔

لشکر تبوک کے نواح میں پہنچ چکا اور کعب مدینے میں تھے۔ وہ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں تھے۔ نبی کو ان سے محبت تھی، ان کی یاد نبی کو آتی ہی تھی جو تبوک پہنچ کر پوچھا: ''**ما فعل کعب بن مالک**؟'' کعب نے کیا کیا؟ لہجہ دکھی دکھی سا تھا، دوست عزیز دوست کعب سے آپ کو یہ امید نہ تھی۔ لہجے میں دکھ بھر آیا۔ کچھ روز گزرے، لشکر واپس آ گیا۔ کعب (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ: ''مجھے غم نے آ لیا، پچھتاوا رگوں میں اتر رہا تھا، میں سوچ میں تھا کہ نبی رحمت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کیا کہوں گا، آپ کا سامنا کیسے کر پاؤں گا، حاضر ہوا تو غصے میں بھی آپ مسکرا دیئے'' لیکن چہرہ دوسری طرف کو موڑ لیا، کعب تڑپ اٹھے ''واللہ! میں منافق نہیں ہوا، واللہ! میں شک میں نہیں مبتلا ہوا واللہ! میں نے کفر اختیار نہیں، پھر اعراض کیوں؟ نگاہیں کیوں پھیر لیں؟ دامن کیوں چھڑا لیا؟'' جواب آیا: ''**ما خلفک**؟ کس چیز نے تجھے پیچھے رکھ لیا؟'' دو لفظ ہی تو تھے، لیکن کعب کا دل دہل

toobaa-elibrary.blogspot.com

گیا۔ سچ کہوں، خاموش رہوں، جھوٹ بول دوں، ہزار خیالات ان کے دل میں آ کر نکل گئے، نظریں جھکا لیں: ''ہاں مجھے کوئی عذر نہ تھا، رکنے کی کوئی وجہ نہ تھی'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ پھیر لیا۔

کعب نامراد خالی ہاتھ، خالی دامن گھر چلے آئے۔

ان کی محفل سے ہم یوں اٹھے بیٹھنے میں جہاں زمانے لگے

قبیلے کے لوگ چلے آئے، ملامت کی کہ کیوں سچ بول کے ''عزت'' گنوائی، ایک بارگی تو کعب ڈول گئے کہ ناحق سچ بولا، لیکن کسی نے خبر دی کہ دو اور ساتھی بھی سچ پر قائم ہیں، کعب کا دل سچ پر جم گیا ع

حضرت داغ جہاں بیٹھ گئے، بیٹھ گئے

کچھ ہی روز میں سب کو کعب سے ترک تعلق کا حکم آ گیا، مدینہ اجنبی ہو گیا جن گلیوں میں کھیلے، جوان ہو گئے، وہ اب پہچانتی بھی نہ تھیں کہتے ہیں: ''میرے لیے ساری زمین ہی بدل گئی، میری اپنی ذات میرے لیے اجنبی بن گئی'' ع

ہم کہ ٹھہرے اجنبی اتنی ملاقاتوں کے بعد

دل سے ہوک اٹھتی، لیکن بے بسی تھی، شاید جرم بڑا تھا، دن لمبے اور راتیں ویران ہوتی چلیں گئیں۔ امید کا دیا جلتا اور بجھ جاتا۔ ہر پل امید کہ ابھی غم دل کا نصیبہ جاگ جائے اور محبوب سے اذن ملاقات کا پیام آئے، لیکن امتحان باقی تھے۔ غسان کے بادشاہ نے ان کو خط لکھا: ''کعب! سنا ہے تم اپنی ہی بستی میں اجنبی ہو گئے، کعب! سنا ہے اب سورج نہیں چمکتا، کعب! سنا ہے اب چاند نہیں نکلتا، کعب! سب رنگ بے رنگ ہوئے ہم سے آن ملو، آ جاؤ ہم تمہیں اپنے اموال میں بھی ساتھی بنا لیں گے، اس ذلت والی جگہ پر نہ رہو، ہاں ہم سے آن ملو'' کعب تڑپ تڑپ اٹھے آنکھوں میں آنسو بھر آئے، اللہ یہ وقت بھی آنا تھا، دھیرے سے اٹھے اور بادشاہ کا خط جلتے تنور میں ڈال دیا۔

دل کچھ ٹھہر گیا، لیکن کتنے روز؟ اک روز بے کلی جب حد سے گذری تو ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پر جا چڑھے۔ ہائے وہ ابوقتادہ جو بچپن کے یار تھے، لنگوٹیے یار، بہت دل کا رشتہ ہوتا ہے یہ، پھر ''چاچا''

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے بیٹے بھی تھے، شدید محبت تھی ان سے لیکن آج قیامت ہوگئی کہ یار نے رخ پھیر لیا۔کعب کے دل میں شکوہ اتر آیا

ندانند رسمِ یاری بے وفا یارے کہ من دارم
بہ آزارِ دلم کوشد دل آزارے کہ من دارم

ترجمہ: ''میرا بے وفا یار دوستی کی رسم نہیں جانتا۔میرا یارِ دل آزار میری دل آزاری میں مصروف رہتا ہے''

لیکن پھر غم بھلا کے، ہمت بڑھا کے، کعب نے پھر قسم دے کر پوچھا کہ: ''یار! تم تو جانتے ہو میں اللہ اور رسول سے پیار کرتا ہوں، بولو نا یار، بولو نا'' کعب کی آواز نہ تھی درد کی لہر تھی کہ یار کا دل بھی تڑپ اٹھا، لیکن دوسری طرف اللہ کے دوست کا حکم تھا، ابو قتادہ بس اتنا ہی کہہ پائے: ''اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں'' کعب آنکھوں میں آنسو بھرے واپس پلٹ آئے، ہاں آپ رو پڑے۔ ہاں ہم مسلمانوں کے پاس ایمان کے سوا کیا ہے؟ اور وہ بھی صحابی رسول کا ایمان، ستم یہ کہ بچپن کا دوست جو خود صحابی رسول، اور ایمان کی تصدیق سے انکاری۔

چالیس روز گذر گئے، امید بندھتی ٹوٹ جاتی، مایوسی اب جان کو آ رہی تھی۔تنہائی عذاب جان ہو رہی تھی۔اک روز پیام بر آیا، پُر امید کعب مستعد ہوئے کہ دیکھیے کیا پیام آیا ہے؟ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے ہیں کہ اپنی بیویوں سے الگ ہو جاؤ'' پیغام کو سنتے ہیں نظریں جھک جاتی ہیں کہ ابھی ضبط کے امتحان باقی ہیں ''طلاق دے دوں؟''

''نہیں! بس پاس نہیں جانا'' پیغامبر نے دھیرے سے کہا اور چل دیا، آپ گھر داخل ہوئے، دکھ سکھ کی ساتھی کو کہا کہ والدین کے گھر چلی جائے اور تنہا کعب گھر میں بیٹھ گئے۔ لیں اب وقت آ گیا تھا مشکل؟ ارے نہیں بھائی، اب تو وقت آیا تھا کہ کعب تھے اور ان کا رب۔بس نہ کوئی دوست نہ رشتہ نہ ساتھ نا انسان، بس کعب اور ان کا رب۔

ضبط کا عہد بھی ہے شوق کا پیمان بھی ہے
عہد و پیماں سے گزر جانے کو جی چاہتا ہے

کبھی تو جی چاہتا کہ محبوب کی درگاہ کو چلے جائیں اور پاؤں میں سر رکھ دیں، پھر یاد آ جاتا کہ ؏

ضبط لازم ہے بھلے دکھ قیامت کا ہو

toobaa-elibrary.blogspot.com

پھر اک روز جب تنہائی نے سب بند توڑ دیے، دور سے آواز آئی ''ابشر یا کعب ، مبارک ہو کعب''، جبلِ سعی پر چڑھا کوئی آواز لگا رہا تھا ''کعب تمہاری توبہ اللہ نے قبول کر لی، وحی آ گئی'' جو گھڑی بھر پہلے پہچان بھی نہ رہے تھے وہ کعب کے گھر کو بھاگے، ایک ساتھی نے شان دار گھوڑا بجھوایا، سب خوش تھے، اور دور سے جیسے آواز آ رہی تھی ۔

بھٹ پئی شاہی....تے میں یار دا دامن پھڑ ساں....مول نہ ہل ساں

ترجمہ: ''بادشاہی کو آگ لگے، میں نے اپنے محبوب کا دامن تھاما ہے، اور میں اسے کبھی نہ چھوڑوں گا''

(ابوبکر قدوسی کی فیس بک وال سے ماخوذ)

دنیا کا سارا نظام اپنی مرضی کے مطابق ہونے کی فکر اور المیہ

''ہمارے ہاں ایک بڑی غلط فہمی یہ ہو گئی ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ دنیا کا سارا نظام ہمارے تابع ہو کر چلے، بیوی بھی میری مرضی کے مطابق چلے، بچے بھی میری مرضی کے مطابق چلیں، بہن بھائی بھی میری مرضی کے مطابق چلیں، میرے ماں باپ میری مرضی کے مطابق چلیں، میرے افسران میری مرضی کے مطابق چلیں، ماتحت افراد بھی میری مرضی کے مطابق چلیں، میرے سارے پڑوسی میری مرضی کے مطابق چلیں۔

یہ تو پاگلوں والی بات ہے، حقائق سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس دنیا کے اندر کوئی آپ کی مرضی کے مطابق کام کرے گا، کوئی آپ کی مرضی کے خلاف کام کرے گا۔ جو کام مرضی کے مطابق ہو جائے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں، جو مرضی کے خلاف ہو جائے اس پر صبر کریں۔ اس کے علاوہ دنیا میں کوئی راستہ ہی نہیں کہ سارے کام آپ کی مرضی کے مطاب ہوں۔

ہمارے ساتھی اکثر شکایت کرتے ہیں کہ گھر میں یہ ہوتا ہے، گھر میں وہ ہوتا ہے، میں اُن سے عرض کرتا ہوں کہ گھر تو گھر ہے، اس میں ہر طرح کے مزاج کے لوگ ہوتے ہیں، ماں بھی ہے، بہن بھائی ہیں، سارے تو آپ کی مرضی کے موافق نہیں چلیں گے۔

(مفتی محمود اشرف عثمانی رحمہ اللہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

پس از مرگ زندہ امجد حسین

تذکرہ ایک گم نام نام وَر کا (قسط:9)

شیخُ التفسیر مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ، وفات: نومبر2022ء

کچھ شئون حیات:

85ء میں صدر ضیاء مرحوم کے غیر جماعتی الیکشن میں جمیعت علمائے اسلام کی طرف سے صوبائی نشست پر آپ نامزد امیدوار تھے۔ علاقے کے بزرگوں، خصوصاً برطانیہ بابا (مدرس جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک) نے باصرار آپ کو راضی کیا، الیکش لڑیں۔

حاجی عزیز الرحمان آپ کے ماموں زاد ہیں، جمیعت کے نظریاتی رکن ہیں، بابائے جمیعت کہلاتے ہیں۔ گزشتہ لگ بھگ 45 سالہ سیاسی تاریخ کے امین ہیں۔ بڑی یادداشتیں اپنے سینہ میں محفوظ رکھتے ہیں۔ کوئی صاحبِ ذوق ہمت کرے تو یہ تاریخی امانت صفحاتِ قرطاس پر اتار لے۔

مولانا نعمان اللہ صاحب نے بابائے جمیعت کے تذکرہ کے دوران بندہ راقمُ الحروف کو عندیہ دیا کہ کبھی تختہ ہمارے علاقے آنا، بابائے جمیعت سے آپ انٹرویو لیں، یہ تاریخی باتیں ان سے نقل کریں، علاقے کی اور جمیعت و دیگر جماعتوں کی گزشتہ چار دھائیوں کی تاریخ و وقائع سے اس کا تعلق ہے۔

طالب علمی کے دور میں مولانا فرماتے ہیں کہ باچا خان، عبدالغفار خان مرحوم، جیل سے رہا ہو کر چار سدہ جاتے ہوئے اکوڑہ میں ٹھہرے، مدرسہ تشریف لائے، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات رہی، مجالست ہوئی۔ طلبہ کرام نے مہمان کا اعزاز واکرام اور استقبال کیا۔

اسی طرح شاہ پور کے شیخُ القرآن مولانا افضل خان رحمہ اللہ سے مولانا کے خانگی تعلقات آپ کے والد صاحب کے عہد سے تھے اور جانبین سے گھروں میں آنا جانا تھا۔ عزت ومروت اور عقیدت و احترام کا تعلق ان بزرگوں کا ہمیشہ قائم رہا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کٹہرا

حافظ موسیٰ بھٹو

دلِ بینا پیدا کر...!

اللہ سے محبت کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ دلِ بینا (بیدار دل) پیدا ہوتا ہے۔ دلِ بینا کے ساتھ اگر تھوڑی سی ذہانت بھی موجود ہو تو ایسا فرد معاشرے میں بڑے کام سرانجام دیتا ہے۔ دلِ بینا اللہ کا بڑا انعام ہے، جس کو اللہ عطا فرمائے اسے گویا بہت ساری نعمتیں عطا کردی گئیں دلِ بینا فہم و فراست حکمت و بصیرت کا مرکز ہے۔

زندگی کے ہر موڑ اور ہر بحران سے عہدہ برآ ہونے میں دلِ بینا کام آتا ہے وہ اس طرح کہ دلِ بینا سے شعائیں نکل کر دماغ میں منتقل ہوتی ہیں اور ان شعاؤں کے ذریعے فرد کے لئے یہ فیصلہ کرنا آسان ہوتا ہے کہ اس بحران سے نکلنے کے سلسلے میں اسے کون سا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔ نیز خیر و بھلائی کی راہ کیا ہے، دلِ بینا سے فرد میں گومگو اور تذبذب کی حالت باقی نہیں رہتی نیز دلِ بینا سے ہمت و حوصلہ بھی پیدا ہوتا ہے، یعنی صحیح راستہ کی نشاندہی ہونے کے ساتھ ساتھ اس راہ پر عمل کرنے کا حوصلہ بھی پیدا ہوتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ دلِ بینا کیسے پیدا ہو؟ دل بینا اگرچہ اللہ کا بڑا انعام ہے لیکن اللہ نے اپنے اس انعام کو دل کی نفسی قوتوں سے یرغمالی سے آزادی اور بچاؤ سے وابستہ کیا ہے، لیکن نفسی قوتیں ایسی خوفناک ہیں کہ وہ دل کی آزادی کی راہ میں شدید مزاحم ہیں نفس سے کافی عرصے تک معرکہ آرائی کیے بغیر دل کو ان قوتوں کی یرغمالی سے بچایا نہیں جاسکتا موجودہ دور میں مادہ پرستی کے بڑھتے ہوئے ماحول نے نفسی قوتوں کی خوفناکی میں مزید اضافہ کیا ہے۔

دلِ بینا کے لئے دل اور ذہن کو اللہ کے لئے یکسو کرنا پڑتا ہے، اور اس کے لئے ذکر اور مخلصانہ عبادت کا سہارا لینا پڑتا ہے، اور ذکر و فکر کے دورانیے کو کافی عرصے تک مسلسل جاری رکھنا پڑتا ہے، ذکر و فکر کی راہ پر اخلاص و استقامت سے گامزن ہونے کے پہلے ہی مرحلے پر دل کی صلاحیتیں کسی حد تک بیدار ہونا شروع ہو جاتی ہیں لیکن یہ صلاحیتیں پوری طرح بیدار ہو کر شخصیت کا احاطہ کر لیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کے لئے کافی عرصے تک ذکر وفکر کے مجاہدوں سے کام لینا پڑتا ہے۔

موجودہ دور کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ مادی سرگرمیوں نے افراد کی ساری صلاحیتوں اور توانائیوں کو نچوڑ لیا ہے۔قناعت سادگی اور سادہ طرز زندگی تو ختم ہو چکی ہے۔ان حالات میں دلِ بینا پیدا ہونے کے لئے وقت کہاں سے لایا جائے؟اس موقعہ پر اللہ کا فضل خاص شامل ہو تو فرد کے لئے وقت نکالنا آسان ہوتا ہے، دوسری صورت میں یہ کام مشکل ترین کام ہے، بلکہ دنیا کا سب سے زیادہ دشوار کام ہے۔

دلِ بینا کے بغیر عقلیت اور ذہانت زندگی کے بحرانوں سے عہدہ برآ یعنی ان بحرانیں کو حل کرنے میں کام نہیں آتی بلکہ ذہین افراد کے بحرانوں کی سنگینی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔دلِ بینا متاع حیات ہے دلِ بینا کے ذریعے ہی اللہ تک رسائی کا سفر طے ہوتا ہے۔ دل بینا کی مستحکم حالت کو قرآن کی اصطلاح میں قلب سلیم بھی کہہ سکتے ہیں قلب سلیم جیسی عظیم دولت آسانی سے حاصل نہیں ہوسکتی اس کے لئے روزانہ قابل ذکر وقت نکالے بغیر چارہ کارنہیں۔

علوم وفنون اور مادی سرگرمیوں نے موجودہ انسان کو اتنا مصروف کر دیا ہے کہ اس کے لئے دنیا کے سارے کاموں کے لئے وقت موجود ہے لیکن دلِ بینا جیسی عظیم نعمت کے حصول کے لئے وقت نہیں یہ موجودہ دور کے انسان کا سب سے بڑا المیہ ہے، جس نے اس کے مسائل کو سنگین سے سنگین تر بنا دیا ہے۔موجودہ انسان کو یہ دعوت دینا ہے کہ اے غافل انسان تو جن معاشی سرگرمیوں اور علوم و فنوں کو حاصل زندگی کا حاصل سمجھتا ہے، جن کے لئے تو اپنی ساری توانائیاں صرف کر رہا ہے یہ حاصل زندگی نہیں ہیں دنیا کے لئے اتنا وقت دے، جس سے کم سے کم ضروریات پوری ہوسکیں باقی وقت دل بینا (جسے اللہ سے آشنا دل بھی کہہ سکتے ہیں) کے لئے صرف کر۔

"بعض چیزوں کا ثواب تو مل جاتا ہے، مگر اس چیز کے خواص اور آثار نہیں ملتے۔جیسے ڈاکٹر کہے کہ یہ کیپسول دو روٹیوں کی طاقت رکھتا ہے، یہ دو کیپسول کھا لو یہ دو روٹیوں کے برابر ہے۔مگر خالی دو کیپسول پر گزارہ نہیں ہوسکتا، روٹی ساتھ ساتھ کھانی ہی پڑے گی۔اسی طرح حدیث میں ہے کہ فجر کی جماعت کے بعد اشراق تک بیٹھنے سے حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے، تو اس سے حج اور عمرہ کا ثواب تو مل جائے گا، لیکن اس سے حج اور عمرہ کے خواص حاصل نہیں ہوں گے" (مفتی محمود اشرف عثمانی رحمہ اللہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

شذرات شعیب احمد

کام کی باتیں

رات سب کے سکون کا وقت

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہم فرماتے ہیں کہ:

''میرے والد ماجد قدس اللہ سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ اس پر غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے نیند کا نظام ایسا بنا دیا کہ سب کو ایک ہی وقت میں نیند کی خواہش ہوتی ہے۔ ورنہ اگر یہ ہوتا کہ ہر شخص نیند کے معاملے میں آزاد ہے کہ جس وقت وہ چاہے سو جائے تو اب یہ ہوتا کہ ایک آدمی کا صبح آٹھ بجے سونے کا دل چاہ رہا ہے، ایک آدمی کا بارہ بجے سونے دل چاہ رہا ہے، ایک آدمی کا چار بجے سونے کا دل چاہ رہا ہے، تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ایک آدمی سونا چاہ رہا ہے اور دوسرا آدمی اپنے کام میں لگا ہوا ہے اور اس کے سر کھٹ کھٹ کر رہا ہے تو اب صحیح طور پر نیند نہیں آئے گی، بے آرامی رہے گی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے کائنات کا نظام ایسا بنا دیا کہ ہر انسان کو، جانوروں کو، پرندوں، چرندوں کو، درندوں کو ایک ہی وقت میں نیند آتی ہے۔

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ کیا ایک وقت میں سونے کے نظام کے لیے کوئی بین الاقوامی کانفرنس ہوئی تھی؟ اور ساری دنیا کے نمائندوں کو بلا کر مشورہ کیا گیا تھا کہ کون سے وقت سویا کریں؟ اگر انسان کے اوپر اس معاملے کو چھوڑا جاتا تو انسان کے بس میں نہیں تھا کہ وہ پوری دنیا کا نظام اس طرح بنا دیتا کہ ہر آدمی ایک وقت سو رہا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہر ایک کے دل میں خود بخود یہ احساس ڈال دیا کہ یہ رات کا وقت سونے کا ہے اور نیند کو اُن پر مسلط کر دیا، سب ایک وقت میں سو رہے ہیں۔ اسی لیے قرآن کریم نے فرمایا کہ:

''وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا'' (سورة الانعام، رقم الآية : ۹۶)

کہ رات کو سکون کا وقت بنایا، دن کو معیشت کے لیے اور زندگی کے کاروبار کے لیے بنایا''

(اصلاحی خطبات، ج۴ص۱۲۷تا۱۲۸، خطاب: سونے کے آداب، مطبوعہ: میمن اسلامک پبلشرز، سنِ طباعت: ۱۹۹۴ء)

toobaa-elibrary.blogspot.com

گوشۂ ادب

الطاف حسین حالی

دعوت

وہ فخرِ عرب زیبِ محراب و منبر — تمام اہلِ مکہ کو ہمراہ لے کر
گیا اِک دن حسبِ فرمانِ داور — سوئے دشت اور چڑھ کے کوہِ صفا پر

یہ فرمایا سب سے کہ اے آلِ غالب
سمجھتے ہو تم مجھ کو صادق کہ کاذب

کہا سب نے قول آج تک کوئی تیرا — کبھی ہم نے جھوٹا سُنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھ کو ایسا — تو باور کرو گے اگر میں کہوں گا

کہ فوجِ گراں پشت کوہِ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پا کر

کہا تیری ہر بات کا یاں یقیں ہے — کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امیں ہے
کہا گر میری بات یہ دل نشیں ہے — تو سن لو خلاف اس میں ہر گز نہیں ہے

کہ سب قافلہ یاں سے ہے جانے والا
ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی — عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اِک لگن دل میں سب کے لگا دی — اِک آواز میں سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغامِ حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نامِ حق سے

سبق پھر شریعت کا اُن کو پڑھایا — حقیقت کا گُر ان کو اِک اِک بتایا
زمانہ کے بگڑے ہوؤں کو بنایا — بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر — وہ دِکھلا دیئے ایک پردہ اٹھا کر

toobaa-elibrary.blogspot.com

ملکوں کی کاپی ادارہ

ترکمانستان(Turkmanistan)

کراچی/اسلام آباد سے فاصلہ: تقریباً ڈیڑھ ہزار میل، شمال مغرب کی جانب ۳۸ شمال اور ۵۸ مشرق پر کیپٹل شہر تک۔

ذرائع آمدورفت: ہوائی سفر۔ بری سفر براستہ زاہدان، مشہد بھی ممکن ہے اگر ایرانی ٹرانزٹ ویزا ہو۔ خرچہ: کم۔

وقت: ایک ہی وقت ہے، کوئی فرق نہیں۔ پڑوسی ممالک: ازبکستان، قازخستان، کیسپئن یا بحیرہ خزر، ایران، افغانستان۔

رقبہ: پونے دو لاکھ مربع میل یا چار لاکھ اٹھاسی ہزار کیلومیٹر مربع۔ جنوبی سرحد تو قدرے پہاڑی ہے مگر باقی سارا ملک تورانی میدان کا حصہ بنتا ہے۔ وسط میں صحرائے قراقم پڑتی ہے جسے چیرتا ہوا آمو دریا بحیرہ ارال تک پہنچتا ہے۔ cap Ashiqabad عاشق آباد۔

آبادی: چھ ملین جو بیشتر جنوبی سرحد پہ رہتی ہے، تھوڑی سی کیسپئن کنارے۔

زبانیں: پورے وسطی ایشیا میں ترکی کے ذرا ذرا سے فرق سے مقامی ڈائلیکٹ مستعمل ہیں۔ عربی، فارسی۔ مقامی زبان آسان ہے۔ باعزم نوجوان ہمت کر کے اپنی زبان بند رکھیں اور کان کھلے تو چند ہفتوں میں یہ زبان کھل سکتی ہے۔

مسلمان آبادی اور اس کی تفصیل: سبھی بحمداللہ مسلمان ہیں، اہل کفر وغیرہ ماسکو جا چکے ہیں۔ سرکاری طور پہ ۹۰٪ مسلم۔

آب و ہوا اور موسم: گرمی سردی اور دن رات میں درجہ حرارت کا خاصا فرق ہے، بارش بہت کم، نیم صحرائی کیفیت۔

کرنسی اور اقتصادیات: منات نیا سکہ ہے ابھی عالمی منڈی میں اس کا مقام پیدا نہیں ہوا۔ تیل گیس کے وسیع ذخائر ہیں لیکن ہر جانب سے بری بندشیں ہیں، برامدات رکی ہوئی ہیں۔ بار بار پاکستان

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی جانب پائپ لائین بچھانے کی بات چلتی رکتی رہی ہے۔ پوٹاش، گندھک اور نمک کے بھی ذخائر موجود ہیں۔ سونے چاندی اور تانبے کی دریافت کا بھی امکان ہے۔ فی الحال بڑی برامد تیل، کپاس اور کھالیں چمڑا ہیں۔ زیادہ ملک ایک وسیع مرغزار ہے جو گھوڑے، اونٹ اور بھیڑ بکری سے بھرپور ہے۔ بحیرہ خزر یا کیسپئن کی ساحلی پٹی اور دریائے آمو کے آب رس میدانوں میں زراعت خوب ہے۔ جی ڈی پی: ۱۰.۷ بلین ڈالر۔

عمومی دینی حالات: جو چنگیزی تاتاری ایمان لاتا تھا اسے ترکمان کہنے لگتے تھے۔ روسی کیمونزم سے نجات کے بعد لوگ مساجد بنا رہے ہیں اور آہستہ آہستہ دین کی جانب آ رہے ہیں۔ جمعہ جماعت کے وقت سب مساجد بھر جاتی ہیں۔ یورپ کہتا ہے عیسائی ۱۰٪ ہیں۔

کام کے حالات: نیا کام ہے۔ مرو اور عاشق آباد کے نواح میں تھوڑی بہت واقفیت مل سکتی ہے، عام آدمی تک ابھی پہنچے نہیں۔ مرو کے نزدیک مری بلوچ خوب آباد ہیں جن کے اندر استقبال موجود ہے۔ گھوڑ سوار جماعت اگر بن سکے مرغزاروں میں کام اٹھ سکتا ہے۔

عام حالات: پہلے وقتوں میں اسے خیوا کی سلطنت کہتے تھے۔ مسلمانوں کے بڑے بڑے خانِ اعظم یہاں سلطنت کرتے رہے۔ آج وہ علم وفضل اور سطوت کا مرکز خیوا بالکل چھوٹا سا ایک قصبہ ہے۔ سن ۱۸۷۰ میں زار روس کا توپ خانہ پہنچ چکا تھا اور خانوں کو خبریں مل رہی تھیں مگر ہر خان یہ کہتا تھا روسی ہمیں جانتے نہیں؟ سامنے آئے تو دیکھ لیں گے۔ کسی خان نے دوسرے کا ساتھ نہ دیا، اپنی اپنی سماوار اٹھائی اور نکل آئے۔ آخر لوگوں نے خود ہی مل جل کر ۱۹۱۶ میں افواجِ زار کو بھگایا۔ ماسکو میں سرخ انقلاب کے بعد کیمونسٹ فوج نے ۱۹۱۹ میں حملہ کیا اور سوویٹ بادشاہی میں ضم کرلیا۔ دسمبر ۱۹۹۱ء میں اس کے ٹوٹنے پر آزادی ملی۔ تب سے ان کی کوشش ہے کہ مسلمان ممالک سے تعلقات بڑھائیں۔ ترکی، ایران، افغانستان، پاکستان اور عرب سے تعلقات بہت بہتر ہوئے ہیں۔ ٹوٹنے والی ۱۵ ریاستوں میں صرف یہی ایک ریاست ہے جس کی دلچسپی ماسکو نوازی میں کم رہی، ہماری جانب زیادہ۔

(بقیہ صفحہ 32 پر ملاحظہ فرمائیں)

toobaa-elibrary.blogspot.com

طب و عملیات امجد حسین

صداعی

صداعی، صداع سے ماخوذ ہے، جو سر درد، دورانِ سر (چکر) کو کہتے ہیں۔ سورہ واقعہ میں جنتی شرابِ طہور کے بارے میں ہے کہ اس سے نشہ ہو کر سر نہیں چکرائے گا نہ ہوش وحواس سے بیگانہ ہو کر بندہ اول فول بکے گا، تو وہاں یہی صداع کا کلمہ آیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

"لَا يُصَدَّعُونَ عَنۡهَا وَلَا يُنزِفُونَ" (سورة الواقعة ، رقم الآية : ١٩)

بہر حال صداعی نام ہے۔ مطب ہارون اعظم نیازی کے اس کلینیکل نسخہ کا جو حضرت الاستاد نیازی صاحب کا تجویز و تشخیص کردہ مدت العمر سے کلینک میں فراہم رہتا تھا اور سر کے جملہ عوارض میں نیز دماغی ریشہ، رکا ہوا پرانا نزلہ، ان سب مواقع میں مریض کو استعمال کراتے تھے۔ مریض کی نبض دیکھ کر اس کے مزاج اور حالت کے موافق ساتھ کوئی اور دواء بھی ہوتی تھی۔

بہر حال بے ضرر، مفید، سادہ نسخہ ہے۔ گھر میں فراہم رکھیں، بنوائیں۔ سردیوں میں آئے دن اس کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔

ہوالشافی:

اجزاء: اسطوخودوس ۱۰۰ گرام

دھنیا خشک ۴۰ گرام

مرچ سیاہ ۵تا۱۰ گرام

کوٹ چھان کر اچھی طرح ملا لیں۔ چھوٹا آدھا چمچ تا پورا چمچ، حسبِ حالت دو وقت صبح نہار منہ اور عصر کو استعمال کرائیں۔

نزلہ بند ہو تو اس نسخے کے ساتھ نک چھکنی (بوٹی ہے پنساریوں سے عام مل جاتی ہے) بھی ساتھ دیں۔ نک چھکنی کا زیادہ موثر استعمال اس طرح کریں کہ کوٹ کر نسوار سی بنا لیں اور نزلہ بند مریضوں کو سنگھائیں، اس کے کچھ دیر بعد صداعی دیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھنوں کا صفحہ

ابنِ صدیق

پانچ سو سال پہلے

نیک بخت اللہ کی بندیوں نے شاید خواب میں بھی ایسا ایسا استقبال نہ دیکھا ہو جو اُن کا آگے ہونے جا رہا ہے۔ اگر میاں کا حق ادا کر رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حق، نماز پڑھتی، اپنے زیور کی زکاۃ نکالتی ہیں تو قیامت کے سخت ترین اور خوفناک دن میں ان سے کوئی حساب نہیں۔

مردوں کی طرح اللہ جل جلالہٗ کے حضور پیشی میں کھڑا بھی نہیں کیا جائے گا۔ ان سے کوئی سوال جواب نہیں۔ گویا چھوٹ ہی چھوٹ ہر طرف۔ بس خود سے کسی پر دعویٰ نہ کر بیٹھی ہوں انہیں میدانِ محشر سے آرام کے ساتھ نکال کر ان کی جنتوں میں پہنچا دیا جائے گا۔

وہ کیا کیا استقبال ہوں گے اور میک اپ اور ہیئر ڈریسنگ اور لذیذ ترین کھانے، مشروب اور کیا شاندار جنتی سروس اور لباس، پہناوے اور فیشن اور پرفیوم کہ اُن کی خوبیاں، لذتیں، لطافتیں، حسن و کمال اور آرام بیان میں نہیں آسکتے۔ جوانی بھرپور تو وہ ہوگی جو وہاں ملے گی۔

یہ دو چار دن بیماریوں بھری کیا جوانی؟ صرف بتانے سمجھانے کو اک نمونہ ہے بس۔ اور بے حساب خدمت گاریں جو اپنی اپنی لائن کی سوپر سپیشلسٹ۔ اور جی لگانے کو سدا بہار کھیلتے ہنستے دوڑتے بھاگتے بچے اور چہل قدمی کو سیر گاہیں ایک سے ایک اول نمبر۔ اور جس چیز کو جی چاہے فٹ حاضر۔ گاہے گاہے اٹھتی صرف ایک کسک ہوگی، اس بادشاہی کا بادشاہ کہاں؟

پھر حوریں اور غلمان اور خادماؤں کی فوج اک روز شادیانے بجاتی آئے گی، اے ہماری ملکہ! ہماری مالکن! خوشخبری ہو، آپ کے میاں حساب سے چھوٹ گئے، اب وہ آپ کی طرف آ رہے ہیں۔ آپ جلدی سے تیاری کرلیں، ہم آپ کو تیار کرتی ہیں۔ آگے بڑھ کر جنت کے گیٹ پر (یا جو اللہ کریم نے استقبالی جگہیں بنائی سجائی ہوں گی) ان کے شاہانہ استقبال کو پہنچیں۔ جنت کی سواریاں اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ حاضر ہیں۔ تیاری کیا ہوگی، اللہ کریم ہی جانتا ہے۔

اُن اللہ کی نیک بندیوں کا حسن و جمال جنت کی سب حوروں سے بڑھ کر ہو جائے گا، اور چہرے کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

نور سبحان اللہ۔ اگر جنت میں رات ہوتی تو ان کے نکلنے سے دن نکل آتا۔

کیا ہمیشہ کی ایسی کامیاب زندگی کو چار دن فٹ پاتھوں پر گھسٹنے کی خاطر لات ماردینا چاہیے؟ اور دوزخ کی دہکتی آگ کو گلے لگالینا چاہیے؟

(صفحہ 29 کا بقیہ)

ضروری نکات: مرو، بیرم علی، تخت بازار، سلطان بنت، یربنت، سرنے زاوود، دروازہ اور دیگر قصبات سے اگر چار چار کی جماعتیں چار چار گھوڑے لے کر چاروں سمتوں میں دور نکل جائیں اور چرواہوں میں کام کا تعارف کرائیں تو ان شاءاللہ جلد کام اٹھ سکتا ہے۔ دوسری کسان زمیندار قسم کی جفاکش جماعتیں کپاس کے علاقوں چہار سو، دیہہ نو، درگانتا، خضراسپ، خیوا کے نواح اور تاشاآوس تک کام کرسکتی ہیں۔ ایسی ہی الگ جماعتیں نبت داغ اور ساحل کیسپئن پہ کام اٹھا سکتی ہے (ساتھ ساتھ نقشے ضرور دیکھتے، سمجھتے جاؤ، پیارو!)۔ روزانہ تازہ بتازہ گوشت اور گھی مکھن کھائیں، دودھ پیئیں کام کریں۔ لباس اور بستر موسم کے مطابق۔

اکیس صدیاں

مولف: ابنِ صدیق

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت گری پڑی سطح سے بلند ہو۔

آیئے تاریخ و جغرافیہ کے تناظر میں پوری دنیا کا جائزہ لیتے ہیں۔ تاکہ مسلمان اکیسویں صدی میں اٹھنے کا فیصلہ کریں اور اللہ کے دین کو سارے عالَم پر غالب کریں۔ آئیں دورِ زوال کے طوق اور بیڑیوں سے نکلنے کو دو صد ممالک اور صوبہ جات کے ٹائم اینڈ سپیس (Time & Space) حالات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ پورے کرۂ ارضی کو اڑھائی ہزار صفحات اور پانچ جلدوں میں بند کرنے کی کوشش۔

ہم اللہ کریم کی نافرمانی چھوڑ دیں تو ان شاءاللہ اس کرۂ ارضی پر اسلام کا ورلڈ آرڈر چلے۔

صفحات: 2500 ہدیہ: 2000 روپے

toobaa-elibrary.blogspot.com

قرآن دستورِ حیات الله یار خان عشرتی

زندگی کے امتحانوں سے مردانہ وار گزرنا مومن کا شیوہ ہے

سورہ بقرہ کی آیت 155 تا 157 تین آیتوں میں بالترتیب اللہ کی طرف سے زندگی کے پورے دورانیے میں جان و مال، آل، اولاد و متعلقات میں آفات، بلیات وحوادث کا بطورِ امتحان وآزمائش کے آنا (یہ پہلی آیت میں ہے) مومن صادق کی طرف سے ان سب آزمائش کی گھڑیوں قول وفعل و حال سے صبر واستقامت، حوصلہ وہمت، اور اللہ پاک کی طرف رجوع وانابت کا مظاہرہ کرنا (یہ دوسری آیت میں ہے) معبودِ برحق کی طرف سے امتحان اور بندہ مومن کی طرف سے اس میں سرخروئی وکامیابی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے دنیا وآخرت میں بندہ پر خصوصی نظرِ عنایت، برکت ورحمت کا نزول وحصول اور اللہ کے ہاں مقام قرب وہدایت پر اس کا فائز ہوجانا (یہ تیسری آیت میں ہے) مذکور ہے۔

اس طرح یہ تین آیتیں پوری ایمانی زندگی کے لیے ناگواریوں، دکھ ورنج اور آفات وحوادث میں ایک دستورُ العمل فراہم کرتی ہیں۔

رہروانِ عشق راز خستگی راہ نیست عشق ہم سفر وہم منزل است

آیت 158 میں صفامروہ کا مقام حج وعمرہ ہونا اور شعائر اللہ، یعنی اللہ کی عظمت کے نشانات میں سے ہونا بیان ہوا اور سعی کا وجوب بدلالۃ النص ثابت ہے۔

آیت 159 سے یہود ونصاریٰ اہلِ کتاب کا حق کو چھپانے کے جرم کی مذمت اور اس جرم پر تمام خلائق کی طرف سے ان کے موردِ لعنت و بددعاء ہونا مذکور ہے۔ یہ کتمانِ حق حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی رسالت کی پیشنگوئیوں اور قرآن کے منزل من اللہ ہونے کو چھپانے اور جھٹلانے کے باب کے ہیں۔اسی ضمن میں جواُن سے ان جرائم سے باز آکر قبولِ حق کرلیں اور اپنی حالت کو سنوار لیں، ان کا استثناء اور ان کو ترغیب ہے۔ باقی جو تادمِ آخر انکار و کتمان پر قائم رہیں ان کے لیے وعید ہے۔آیت 163 میں اللہ کی الوہیت اور رحمت کی طرف آنے کی عام دعوت اور پکار ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موجِ کوثر (از پیامِ مصطفیٰ آگاہ شو) حسین بامحمد

کرو رحم تم اہلِ زمیں پر!

”عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ، ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ“ (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۹۲۴، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في رحمة المسلمين)

مفہوم: ”رحم کرنے والوں اور ترس کھانے والوں پہ بڑی رحمت والی ذات رحم کرے گی، زمین پر رہنے بسنے والی مخلوق پر تم رحم کرو، تو آسمان والا تم پر رحم کرے گا“

وضاحت: بڑی اہم حدیث ہے، مسلسل بالاولیۃ بھی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاص صفت رحمت ہے، تمام مخلوق کو اللہ پاک نے اپنی اس صفتِ خاص سے حصہ عطا فرمایا ہے۔ اسی صفتِ رحم کا کرشمہ ہے کہ ایک درندہ بھی جو باقی سب کے لیے موذی اور مہلک ہے، اپنی اولاد کے لیے وہ بھی صفتِ رحمت سے مالا مال ہے۔ ماں باپ میں اپنی اولاد کے لیے اس صفت کا مظاہرہ اللہ کی رحمت کے مظاہرے کے بعد مخلوق کی سطح پر سب سے کامل درجہ کا مظاہرہ ہے۔ اسی لیے اولاد کے لیے ماں باپ کو جو دعاء تلقین کی گئی ہے، اس میں صفتِ رحمت کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ رحمت والا سلوک کرے ”رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا“

کائنات اور موجودات میں بالفاظ دیگر اس دنیا میں اللہ پاک کی تین شانیں بہت نمایاں ہیں۔ ایک شانِ خالقیت، صفتِ تخلیق جس کی وجہ سے تمام کائنات و موجودات کو وجود ملا۔ دوسری شانِ ربوبیت، جس سے تمام موجودات و مخلوقات کی پرورش ہو رہی ہے۔ ان کی تمام ضروریات ولوازماتِ حیات ان کو فراہم ہو رہے ہیں۔ ان کا وجود مدتِ معینہ تک اسی صفت کے زیرِ اثر باقی رہتا ہے۔ تیسری صفتِ رحمت جس کی وجہ سے مخلوقات میں حسن و جمال، سلیقہ، نظم و اعتدال، شوق و جذبات، رونق ورنگینی، محبت و ہمدردی پائی جاتی ہے۔ اندازہ کرو، صفتِ رحمت کے بغیر یہ دنیا اور سب مخلوقات موجود تو ہوتے، مگر کتنے بے رونق ہوتے؟ زندگی خوش گواریوں، حسن و جمال، محبت، سلیقہ و تنظیم سے کتنی خالی ہوتی، اور ایسی زندگی کتنی مشکل ہوتی۔ وللہ الحمد!

toobaa-elibrary.blogspot.com